# خلافتِ رسالت



امام المناظرین مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ عزیزیہ ۵۰ گلی نمبر ۵ چوک دالگراں لاہور

Price Rs. 1.50

الحمد للہ کہ رسالہ،

# خلافتِ رسالت ﷺ

کہلائے

شیعہ سنی میں مسئلہ خلافت عرصہ دراز سے متنازعہ چلا آیا ہے، قدیم زمانہ سے فریقین نے اس مسئلہ میں بڑی بڑی کتب لکھی ہیں، اس مختصر رسالہ میں بطرز جدید اس مسئلہ کو حل کیا گیا ہے!

امام المناظرین مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ



مکتبہ عزیزیہ ۳م گلی نمبر ۵ چوک دالگراں لاہور

آج مہذب دُنیا کے لوگوں کا تقاضا ہے کہ ہمیں ایسا مذہب بتاؤ جو نہ محض اخروی وعدہ جنّت ہم کو دے، بلکہ دُنیا میں بھی کمال ترقی تک پہنچائے مسلمان اُن کے اس تقاضا کو پورا کرنے کے مدعی ہیں، کہتے ہیں کہ آؤ ہم اسلام میں یہ خوبی دکھاتے ہیں، اسلام کی تاریخ زندہ ہے وُہ بتاتی ہے کہ اسلام نے محض اخروی وعدہ پر کفایت نہیں کی بلکہ دنیاوی عزت دینے کا بھی وعدہ کیا۔ نہ صرف وعدہ کیا بلکہ جو کہا وُہ دلوا بھی دیا، چنانچہ اسلام کی تاریخ میں اس کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں یکہ و تنہا تھے، آخر عمر میں ایک باقاعدہ حکومت کے صاحب تاج و تخت ہو کر جلوہ نما ہوئے تھے اور ایسا ہونا کوئی اتفاقی امر نہ تھا، بلکہ اعلانِ خداوندی کے موافق وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

## سنی شیعہ میں نزاع

سنی اور شیعہ قدیم سے دو اسلامی فرقے چلے آتے ہیں، ان کے مابین جن مسائل میں اختلاف ہے اُن میں سب سے اول مسئلہ خلافت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ برحق کون تھے۔ سنی کہتے ہیں حضرات اربعہ (ابوبکر، عمر، عثمان اور علی) رضی اللہ عنہم تھے اور اسی ترتیب سے تھے یعنی اوّل اوّل اوّر رابع، رابع۔ شیعہ ان میں سے پہلے تینوں کو خلیفۂ برحق نہیں مانتے بلکہ حضرت علی مرتضےٰ اور ان کی اولاد امجاد رضی اللہ عنہم کو خلیفہ برحق جانتے ہیں، یہ نزاع عرصہ سے چلی آتی ہے۔ فریقین نے اس میں حسب مذاق خود متعدد اور مختلف اصناف کتابیں لکھیں، جزاہم اللہ۔ آج ہم ان اوراق میں بطرز جدید اس مسئلہ کے فیصلہ کی صورت بیان کرتے ہیں جو اس شعر کی مصداق ہے ؎

نہ پیروی مجنوں نہ فرہاد کرینگے ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کرینگے

## سُنّی شیعہ دونوں پر سوال

غیر مسلموں کے تقاضا کو سنی شیعہ نے بڑی کشادہ پیشانی سے پورا کیا یعنی اسلام کی گزشتہ تاریخ سے دکھایا کہ اسلام اسی لیے آیا ہے کہ اپنے اتباع کو تختۂ ذلت سے اٹھا کر تخت عزت پر بٹھائے پس ایک مسلم غیر جانبدار متلاشی حق دونوں فریقوں سے اُسی طرح سوال کرتا ہے جس طرح ایک غیر مسلم نے سوال کیا تھا، وُہ پوچھتا ہے مجھے یہ بتاؤ کہ دونوں مدعیان خلافت میں سے کس نے مسلمانوں کو دنیاوی کمال ترقی تک پہنچایا یا مجھے اسی اصول کے ماتحت تم دونوں نے غیر مسلم کو جواب دے کر عمدہ طرح سے سبکدوشی حاصل کی، پس اس طرح سوال کا جواب دینا ہمارے اس رسالہ کا موضوع ہے۔ رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ

## بیانِ سُنّی

اس غیر جانبدار مسلم کے جواب کے لیے سنی آمادہ ہوا اور اس نے جواب دیا کہ میں اس خدمت کے لیے تیار ہوں جس طرح غیر مسلم کی تشفی کرنے کے لیے ہم دونوں اسلامی بھائی (سنی اور شیعہ) پیش ہوئے تھے اور اس کی تشفی کر چکے ہیں۔ آپ مسلم غیر جانبدار کے لیے میں اکیلا حاضر ہوں، پس آپ میرا بیان سنیئے!

**میں جانتا ہوں** کہ خلافتِ رسالت کا نمونہ ہونا چاہیے۔ یعنی جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو بتایا کہ:

"میں تم کو صرف اخروی وعدے نہیں دیتا بلکہ دنیا میں بھی تم کو عزت کے اعلےٰ معیار پر پہنچاؤں گا"

اسی طرح خلفاء رسالت نے یہ کام کر کے دکھایا، ذرا سی تفصیل کرنے کی اجازت دیجئے۔

سب سے پہلے "خلافتِ رسالت" کے معنی بتانا میرا فرض ہے، میں جو خلافتِ رسالت کے معنے مراد لیتا ہوں اس کو سمجھتے ہی سائل کے سوال کا جواب آجاتے گا وُہ تعریف ہی ہم دونوں فریقوں میں فیصلہ کن ہو گی۔

**جناب!** آپ نے "خلافتِ رسالت" سے سوال کیا ہے اس لیے خلافتِ رسالت کی تعریف میں یوں سمجھتا ہوں۔

"ھی الریاسۃ العامۃ لاقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجھاد وبالقضاء نیابۃ من الرسالۃ" (ماخوذ از ازالۃ الخفاء دہلوی)

(یعنی خلافتِ رسالت، حکومت عامہ کا نام ہے جو ارکانِ دین کے قائم کرنے

اور جہاد اور مقدمات میں قضا کے لیے رسالت کی نیابت میں قائم ہو)
اس تعریف میں میں نے ساری ذمہ داری اپنے پر لی ہے۔ پس میرا فرض ہے کہ میں اپنی تعریف کے مطابق خلافتِ رسالت کا ثبوت دوں۔
وما توفیقی الا باللہ

## شروع مطالب

**خلیفۂ اوّل** حضور شارع اسلام علیہ السلام کا جب دُنیا سے انتقال ہوا تو عرب کے اکثر حصوں پر اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی مگر حضور کے انتقال فرماتے ہی بعض قبائل (بنی یربوع وغیرہ) نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا بعض لوگ اسلام سے بھی پھر گئے تھے، ادھر یمامہ کے علاقہ میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوّت زور پکڑ گیا، اس کے ساتھ بھی بہت سے لوگ ہو گئے تھے، جن کے مقابلہ میں خلیفۂ اول (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے کمر ہمت باندھ کر سب کو درست کیا، ان سے فارغ ہو کر قدم ترقی آگے بڑھانا شروع کیا یہاں تک کہ سال اول ہی میں مقام حیرہ فتح ہوا، دوسرے سال میں یرموک (جو بڑا جنگی مقام تھا) فتح ہوا تیسرے سال خلیفۂ اوّل کا انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

**حوالہ سے اس کی تفصیل سنیئے** مورخ "ابو الفداء" لکھتے ہیں:
وفی ایام ابی بکر قتل مسیلمۃ الکذاب وکان ابوبکر قد ارسل الی قتالہ جیش وقدم علیھم خالد بن الولید فجری بینھم قتال شدید وآخرہ انتظر المسلمون وھزموا المشرکین وقتل مسیلمۃ الکذاب قتلہ وحشی بالحربہ التی قتل بھا حمزۃ عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشارکتہ فی قتلہ رجل من الانصار وکان مقام

مسیلمۃ بالیمامۃ وکان مسیلمۃ قد قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی وفد بنی حنیفۃ فاسلم ثم ارتد وادعی النبوۃ استقلالا ثم شارکتہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقتل من المسلمین فی قتال مسیلمۃ جماعۃ من القراء من المہاجرین والانصار ولما رای ابوبکر من قتل امر بجمع القرآن من افواہ الرجال وجرید النخل والجلود وترک ذالک المکتوب عند حفصۃؓ بنت عمرؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لما تولی عثمانؓ ورای اختلاف الناس فی القرآن کتب من ذالک المکتوب الذی کان عند حفصۃؓ نسخا وارسلہا الی الامصار وابطل ما سواہا وفی ایام ابی بکرؓ منعت بنو یربوع الزکوٰۃ وکان کبیرہم مالک بن نویرۃ وکان ملکا فارسا مطاعا شاعرا قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسلم فولاہ صدقۃ قومہ فلما منع الزکوٰۃ ارسل ابوبکر الی مالک المذکور خالد ابن الولید فی ما نعی الزکوٰۃ فقال مالک انا آتی بالصلوٰۃ دون الزکوٰۃ فقال خالد اما علمت ان الصلوٰۃ والزکوٰۃ معا لا تقبل واحدۃ دون الاخری

وفی ایام ابی بکرؓ فتحت الحیرۃ بالامان علی الجزیۃ ثم دخلت سنۃ اثنتی عشرۃ وسنۃ ثلاث عشرۃ فیہا کانت وقعۃ الیرموک وھی الوقعۃ العظیمۃ التی کانت سبب فتوح الشام وکانت سنۃ ثلاث عشرۃ للھجرۃ وکان ھرقل اذ ذاک بحمص فلما بلغہ ھزیمۃ الروم بالیرموک رحل عن حمص وجعلہا بینہ وبین المسلمین ولما فرغ خالد بن الولید وابو عبیدۃ من وقعۃ الیرموک قصد بصری نجمع صاحب بصری الجموع للملتقی ثم ان الروم طلبوا

المصلح فصولحو علی کل راس دینار وجریب حنطۃ ۔"

(تاریخ ابو الفداء، صـ ۱۵۸، ۱۵ حصّہ اوّل)

یعنی خلیفہ ابوبکرؓ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت باغی) قتل ہوا، ابوبکرؓ نے اس کے مقابلہ کے لیے بہت بڑی فوج بھیجی جس کا سردار خالدؓ بن ولید کو کیا۔ دونوں فریقوں میں سخت جنگ ہوتی آخر کار مسلمان غالب ہوتے، انھوں نے مشرکوں کو بھگا دیا اور مسیلمہ قتل ہوا، اس کو فیروز وحشی نے اس ہتھیار سے قتل کیا، جس سے اس نے (کفر کی حالت میں) آنحضرتؐ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور اس کے قتل کرنے میں ایک انصاری شخص بھی شریک ہوا۔ مسیلمہ کا قیام یمامہ میں تھا، اس سے پہلے مسیلمہ ایک وفد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ حاضر ہوکر مسلمان ہُوا تھا، پھر مرتد ہو گیا تھا اور نبوتِ مستقلہ کا دعوےٰ کیا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شہروں کے نبی ہیں اور میں دیہات کا، مسلمان قرآن پڑھنے والے مہاجرین اور انصار بہت سے اس جنگ میں شہید ہوتے، ابوبکر صدیقؓ نے جب دیکھا کہ بہت سے مسلمان اس جنگ میں شہید ہو گئے تو حکم فرمایا کہ قرآن مجید حافظوں کے سینوں کھجوروں کے پتوں اور چمڑوں کے ٹکڑوں پر لکھا ہوا نقل کرکے جمع کیا جاتے، پھر وُہ جمع کیا ہوا قرآن جو یکجا لکھا گیا تھا حضرت حفصہؓ کے پاس رکھا۔

خلیفہ ابوبکرؓ کے زمانہ میں بنو یربوع نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا، ان کا بڑا سرگردہ مالک بن نویرہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا تو آپ نے اس کو اس کی قوم پر افسر زکوٰۃ مقرر کیا تھا جب اس نے زکوٰۃ روک لی تو ابوبکر صدیقؓ نے مالک مذکور کی طرف خالدؓ بن ولید و مانعین زکوٰۃ کی طرف بھیجا، مالک نے کہا میں زکوٰۃ کا حکم ادا کرتا ہوں اور کروں گا، زکوٰۃ نہیں دوں گا۔ خالدؓ نے کہا تو نہیں جانتا

کہ نماز اور زکوٰۃ دونوں اکٹھی فرض ہیں، ان میں سے کوئی بھی دوسری کے تسلیم کرنے کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

خالدؓ نے مالک کو قتل کرا دیا اور مانعین زکوٰۃ کو سیدھا کر کے ماتحت کیا اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں مقام حیرہ فتح ہوا۔ اہل حیرہ نے جزیہ پر امان لی پھر بارہواں تیرہواں سال شروع ہوا، اس میں مقام یرموک فتح ہوا، اور یہ بہت بڑا واقعہ تھا آئندہ کو ملک شام کی فتح کی کنجی تھا، اس موقع پر بادشاہ ہرقل حمص میں تھا۔ جب اس کو یرموک میں عیسائی فوج کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ حمص سے اُٹھ کر ایسی جگہ آیا جہاں ٹھیرنے سے حمص کا مقام مسلمانوں سے حائل ہو سکے، جب حضرت خالدؓ اور ابو عبیدہؓ یرموک کے کام سے فارغ ہوتے تو انھوں نے بصریٰ کا قصد کیا۔ بصرے کے اعلیٰ افسر نے مقابلہ کے لیے بہت سی فوج جمع کر رکھی تھی۔ آخر کار عیسائیوں نے مصالحت چاہی تو ان سے اس شرط پر صلح کی گئی کہ ہر شخص ایک دینار اور ایک جریب گیہوں سالانہ جزیہ دیا کرے۔ حضرت ابو بکرؓ سوا دو سال خلافت کر کے فوت ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

## خلیفۂ دوم

### (مجمل حالات)

حضرت عمر خلیفۂ دوم رضی اللہ عنہ کے زمانے کے پہلے سال (۱۳ہجری) میں دمشق تک فتح ہو گیا، دوسرے سال میں ملک عراق فتح ہوا۔ خلیفہ نے عراق میں شہر بصرہ آباد کیا، تیسرے سال میں بڑے طویل محاصرے کے بعد شہر حمص، حماۃ، شیرز، لاذقیہ، جبلہ، طرطوس، قنسرین، علاقہ حلب، انطاکیہ، مرعش، منبج، دلوک، سرمین، تنزین، عزاز بلکہ سارا ملک شام فتح ہو گیا۔ تیسرے سال (۱۵ہجری)

میں ہرقل شاہِ روم ملک شام سے بھاگ کر قسطنطنیہ کو چلا گیا۔ اسی سال میں بیت المقدس بھی فتح ہو گیا۔ خلافت کے چوتھے سال (۱۶ سنہ ہجری) میں خلیفہ کی فوج نے ایران کے بعض ممالک فتح کیے، دریا دجلہ کو عبور کر گئے، اسی سال میں مدائن، جلولا، تکریت، موصل، ماسندان، قرقلیبا فتح ہوئے۔ خلافت ثانیہ کے پانچویں سال (۱۷ سنہ ہجری) میں ملک فارس میں سے مقام اہواز، رام ہرمز اور تستر فتح ہوئے۔ ۱۸ سنہ ہجری میں قحط شدید کے سبب سے پیش قدمی رکی رہی۔ خلافت کے ساتویں سال ۱۹، ۲۰ ہجری میں مصر اور اسکندریہ فتح ہوئے۔ خلافت کے نویں سال ۲۱ سنہ ہجری میں ایرانیوں کا شہر نہاوند بہت سخت جنگ کے بعد فتح ہوا، اسی سال میں دینور، صمیرہ، ہمذان اور اصفہان فتح ہوئے۔ خلافت ثانیہ کے دسویں سال آذربیجان، رے، جرجان، قزوین، زنجان اور طبرستان فتح ہوئے۔ اسی سال میں برقہ اور طرابلس الغرب

# خلافتِ ثانیہ

## مفصل حالات

**سُنی** | حضرات میری مسلمہ خلافت اولی کی فتوحات تو آپ نے سنیں۔ اب خلافت ثانیہ کی فتوحات سنیئے، تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ زمانہ رسالت کے نقش قدم پر چلنا کس کو کہتے ہیں۔

بویع بالخلافۃ فی الیوم الذی مات فیہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واول خطبۃ خطبہا قال یا ایہا الناس واللہ ما فیکم احد اقوی عندی من الضعیف حتی آخذ الحق لہ ولا اضعف عندی من القوی حتی اخذ الحق منہ ثم اول شئی امر بہ ان عزل خالد بن الولید عن الامرۃ وولی ابا عبیدۃؓ علی الجیش بالشام و ارسل بذالک الیہا و ھو اول من سمی بامیر المومنین وکان ابوبکرؓ یخاطب بخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ثم سار ابو عبیدۃؓ

خلیفہ اول جس روز فوت ہوئے اسی روز خلیفہ دوم سے بیعت خلافت ہوئی۔ (خلافت اول کے زمانہ میں فتح دمشق کا کام باقی تھا) ابوعبیدہؓ (سپہ سالار) خلیفہ کے حکم سے مرکز سے چل کر دمشق کے قریب اترے اور خالد بن ولید (رضی اللہ عنہم) مشرقی دروازہ کے قریب اور عمرو بن عاص اور طرف سے اترے اور انہوں نے دمشق کا پورا محاصرہ قریباً ستر روز رکھا۔ خالدؓ نے اپنے قریب کا حصہ تلوار کے ساتھ فتح کیا تو اہل دمشق نے ابوعبیدہؓ (اعلیٰ افسر) کو صلح کا پیغام دیا۔ اور اس کے لیے دروازہ کھول دیا۔ ابوعبیدہؓ ان کو امن دے کر شہر میں داخل ہو گئے اور خالدؓ کو عین

ونازل دمشق وكانت منزلته
من جهت باب الجابية ونزل خالد
من جهت باب توما وباب شرقي
ونزل عمرو بن العاص رض بناحية اخرى
وحاصروها قريبًا من سبعين ليلة
وفتح خالد ما يليه بالسيف فخرج
اهل دمشق وبذلوا الصلح لابي
عبيدة رض من الجانب الآخر وفتحوا
له الباب فآمنهم ودخل والتقى مع
خالد في وسط البلد وبعث ابو عبيدة
بالفتح الى عمر رض وفي ايامه فتح العراق
(ثم دخلت سنة اربع عشرة) فيها
في المحرم امر عمر رض ببناء البصرة (ثم)
سار ابو عبيدة رض الى اللاذقية ففتحها
عنوة (وفتح) جبلة وانطرطوس
(ثم سار ابو عبيدة الى قنسرين و
وكانت كرسي المملكة المنسوبة
اليوم الى حلب وكانت حلب من
جملة اعمال قنسرين ولما نازلها
ابو عبيدة رض وخالد بن الوليد
كان بها جمع عظيم من الروم فجرى

شہر کے درمیان میں ملے۔ ابو عبیدہ رض
سپہ سالار نے اس فتح کی خبر حضرت عمر رض
(خلیفہ) کے پاس بھیج دی حضرت عمر رض ہی
کے زمانہ میں ملک عراق (جس میں بغداد
بصرہ وغیرہ) فتح ہُوا۔ چودھویں سال ہجری
کے ماہِ محرم میں حضرت عمر رض نے شہر بصرہ
بنانے کا حکم دیا (جو اس زمانہ میں چھاؤنی
کا کام دیتا تھا) پندرھویں سال ہجری
میں مقام حمص طویل محاصرہ کے بعد
فتح ہوا، پھر نصاریٰ نے مصالحت کی
خواہش کی تو ابو عبیدہ رض نے ان کے ساتھ
اسی شرط پر صلح کی جس شرط پر اہلِ دمشق سے
صلح کی تھی۔ پھر ابو عبیدہ رض محض فوج کے
شہر حماۃ کی طرف گئے۔ اس سے فارغ
ہو کر لاذقیہ کی طرف روانہ ہوئے، اس کو
بزورِ شمشیر فتح کیا، اس کے بعد جبلہ اور
انطرطوس فتح کیے پھر قنسرین کی طرف
گئے جو صوبہ حلب کا دار الحکومت تھا
اور صوبہ حلب قنسرین کے ماتحت ممالک
سے تھا۔ ابو عبیدہ اور خالد وہاں اترے
وہاں نصاریٰ کی بہت بڑی فوج پڑی

بلیتہم قتال شدید انتصر فیہ المسلمون
ثم بعد ذالك طلب اهلها الصلح
على صلح اهل حمص (ثم) فتح
بعد ذالك حلب وانطاكية ومنبج
ودلوك وسرمين وتنزين وعزاز
واستولى على الشام من هذه الناحية
(ثم) سار خالد الى مرعش ففتحها
واجلى اهلها واخربها وفتح حصن
الحديث (وفى هذه السنة) لما
فتحت هذه البلاد وهى سنة
خمس عشرة وقيل ست عشرة
اليس هرقل من الشام وسار الى
قسطنطنية من الرها ولما سار
هرقل علا على نشز من الارض
ثم التفت الى الشام وقال السلام
عليك يا سوريا سلام لا اجتماع
بعده ثم فتحت قيسارية وصبصطية
وبها قبر يحيى بن ذكريا ونابلس ولد
ويافا وتلك البلاد جميعها واما بيت

تھی، ان کے ساتھ خوب زور کی جنگ
ہوئی، اس میں مسلمان ظفریاب ہوئے
پھر وہاں کے لوگوں نے حمص کی شروط
پر صلح کی درخواست کی، پھر شہر حلب
انطاکیہ، منبج، دلوک سرمین تنزین عزاز
فتح کیے اور شام کے اس سارے علاقہ
پر فتح حاصل کر لی، پھر خالدؓ مقام مرعش
کی طرف گئے۔ اس کو فتح کر کے اُسے
اجاڑ دیا اور حصن الحدث مقام بھی فتح
کر لیا۔ جب یہ شہر فتح ہو چکے تو ہرقل
بادشاہ ملک شام سے نکل کر قسطنطنیہ
میں چلا گیا، جاتے ہوئے اونچے ٹیلے
پر چڑھ کر شام کی طرف منہ کر کے بولا
سوریا[1] تجھ پر سلام ہو، ایسا سلام کہ اس
کے بعد ہمارا اجتماع نہ ہوگا۔ اس کے بعد
قیساریہ اور صبصطیہ مقام فتح ہوئے،
جہاں حضرت یحییٰؑ کی قبر ہے۔ نابلس یافا
وغیرہ تمام شہر فتح ہو گئے۔ بیت المقدس
کا محاصرہ بہت لمبا ہوا، اس کے ساکنان

---

[1] ملک شام کا نام ہے۔

المقدس فطال حصاره وطلب اهله من ابی عبیدۃ رضؓ ان یصالحم علی صلح اهل الشام یشرط ان یکون عمر بن الخطاب متولی امر الصلح فکتب ابو عبیدۃ الی عمر بذالك فقدم عمر رضی الله عنه الی القدس وفتحها واستخلف علی المدینة علی بن ابی طالب رضی الله عنه (وفی هذه السنة) اعنی سنة خمس وعشرة وضع عمر ابن الخطاب رضؓ الدواوین وفرض العطاء للمسلمین ولم یکن قبل ذالك و قیل کان ذالك سنة عشرین فقیل له ابدا بنفسك فامتنع وبدا بالعباس عم رسول الله صلی الله علیه وسلم ففرض له خمسة وعشرین الفا ثم بدا بالاقرب فالاقرب من رسول الله صلی الله علیه وسلم وفرض لاهل بدر خمسة الاف خمسة الاف وفرض لمن بعدهم الی الحدیبیة وبیعة الرضوان اربعة

نے ابو عبیدہؓ (اعلیٰ افسر) سے باقی اہل شام کی صلح کی طرح مصالحت کی درخواست کی، اس شرط پر کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ خود مصالحت کے ذمہ دار ہوں۔ پس ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف خط لکھا تو حضرت عمرؓ خود بیت المقدس میں آئے اور اس کو فتح کیا اور اپنی غیر حاضری میں مدینہ پر حضرت علی کو حاکم مقرر کیا۔ اسی پندرھویں سال حضرت عمر نے سرکاری کاغذات کے رجسٹر بنائے اور مسلمانوں کے لیے وظائف مقرر کیے اس سے پہلے نہ تھے، لوگوں نے حضرت عمر سے کہا پہلے اپنا وظیفہ مقرر کیجئے، کہا نہیں بلکہ حضرت عباسؓ عم نبیؐ سے شروع کیا، ان کے لیے پچیس ہزار درہم (سالانہ) مقرر کیا۔ پھر جیسا کوئی آنحضرت کے قریب تھا، اس سے اور اہل بدر کے لیے پنج پنج ہزار درہم (سالانہ) مقرر کیا اور جو اُن کے بعد والے ہیں حدیبیہ اور بیعت رضوان تک ان سب کے لیے چار چار ہزار مقرر کیے۔ پھر ان سے پچھلے لوگوں کے لیے تین تین ہزار اور اہل قادسیہ

الالف اربعة الاف ثم لمن بعدهم
ثلاثة آلاف ثلاثة آلاف وفرض
لاهل القادسية واهل الشام
الفين الفين وفرض لمن بعد القادسية
واليرموك الفا الفا ولروادفهم خمسة
مائة خمسمائة ثم ثلث مائة ثلث
ثم مائتين وخمسين مائتين و
خمسين (وكان في هذه السنة)
اعني سنة خمس عشرة وقعة القادسية
وكان المتولي لحرب الاعاجم فيها
سعد بن ابي وقاص وكان مقدم العجم
رستم وجرى بين المسلمين وبين
الاعاجم اذ ذاك قتال عظيم دام
ايامًا ولما شاهد المسلمون ايوان
كسرى كبروا وقالوا هذا ابيض كسرى
هذا ما وعد الله ورسوله ثم دخلت
سنة ست عشرة) واقام سعد على
نهر شير الى ايام من صفر ثم
عبروا دجلة وهربت الفرس من
المدائن نحو حلوان وكان يزدجرد
قد قدم عياله الى حلوان وخرج

اور اہل شام کے لیے دو دو ہزار مقرر کیے
اور جو قادسیہ اور یرموک کے بعد کے مسلمان
تھے۔ ان کے لیے دو دو ہزار مقرر کیے
اور ان کے پیچھے والوں کے لیے پنج سو،
تین سو، اڑھائی سو مقرر کیے۔ اسی پندرہویں
سال میں قادسیہ کا واقعہ ہوا جس میں عجمیوں
کی جنگ کے منتظم سعدؓ بن ابی وقاص تھے
اور ایرانیوں کا سپہ سالار رستم تھا۔ مسلمانوں
اور ایرانیوں میں خوب خوب کئی کئی روز
تک لڑائی ہوئی۔ جب مسلمانوں نے
بادشاہ ایران کے محلات دیکھے تو تکبیر
(اللہ اکبر) کہی اور کہا کہ یہی قصری کا سفید
محل ہے۔ یہی ہے جس کا اللہ اور رسولؐ
نے وعدہ کیا تھا۔ پھر سولھواں سال ہجری
چڑھا۔ سعد (سپہ سالار اسلام) نہر شیر پر
ماہ صفر تک ٹھہرا رہا۔ پھر مسلمان دجلہ دریا
سے عبور کر گئے اور ایرانی مدائن سے
حلوان کی طرف سب بھاگ گئے یزدگرد
شاہ ایران اپنے عیال پہلے ہی حلوان
کی طرف بھیج چکا تھا۔ پھر وہ اور اس کے
ساتھی جتنا کچھ لے جا سکتے تھے مال متاع

هو ومن معه بما قدروا عليه
من المتاع ودخل المسلمون
المدائن وقتلوا كل من وجدوه
واحتاطوا بالقصر الابيض ونزل
به سعد واتخذ الايوان كسرى
مصلى واحتاطوا على اموال من
الذهب والآنية والثياب تخرج
عن الاحصاء وكان لكسرى بساط
طوله ستون ذراعا في ستين ذراع
وكان على هيئة روضة قد صور
فيه الزهور بالجوهر على قضبان
الذهب فاستوهب سعد ما يخص
اصحابه منه وبعث به الى عمر رض
فقطعه عمرؓ وقسمه بين المسلمين
فاصاب عليؓ ابن ابي طالب منه
قطعة فباعها بعشرين الف درهم
(واقام) سعدؓ بالمدائن وارسل
جيشا الى جلولاء وكان قد اجتمع
بها الفرس فانتصر المسلمون و
قتلوا من الفرس ما لا يحصى وهذه
الوقعة هي المعروفة بوقعة جلولاء

ساتھ لے گئے اور مسلمان شہر مدائن میں
داخل ہو گئے، جس جس کو شہر میں (برسر
جنگ پایا) سب کو قتل کر دیا اور شاہی
مکان قصر ابیض کا محاصرہ کر لیا اور محلات
کسریٰ کو مسجد بنایا اور ان کے اموال سونا
برتن کپڑے وغیرہ جو اندر سے باہر تک تھے
سب پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور شاہ ایران
کا ایک قالین (فرش) تھا جس کا طول،
عرض ساٹھ ہاتھ (تیس تیس گز) تھا اور
اس میں ایک باغ کا نقشہ بنا ہوا تھا،
جس میں سونے کی شاخوں پر موتیوں سے
پھول بناتے ہوتے تھے (اسلامی
سپہ سالار) سعدؓ نے مجاہدین اصحاب سے
ان کا حصہ ہبہ کرا لیا اور قالین مذکور سالم
حضرت عمرؓ خلیفہ کے پاس بھیجا، خلیفہ موصوف
نے اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جس میں
سے حضرت علیؓ کو ایک ٹکڑا ملا جو بیس
ہزار درہم (یا پانچ ہزار روپیہ انگریزی)
پر انھوں نے بیچ کیا اور سعدؓ (سپہ سالار
افواج اسلام) خود مدائن میں ٹھہرے اور
کچھ فوج جلولا کی طرف بھیجی، اس میں اہل

وكان يزدجرد بحلوان فسار
عنها وقصدها المسلمون واستولوا
عليها (ثم) فتح المسلمون تكريت
والموصل (ثم) فتحوا ماسنذان
عنوة وكذالك قرقيسيا (وفي هذه
السنة) اعني سنة ست عشرة
للهجرة قدم جبلة بن الايهم على
عمر بن الخطاب رضي الله عنه
فتلقاه جماعة من المسلمين و
دخل في زي حسن وبين يديه
جنائب مقادة ولبس اصحابه
الديباج (وفيها) فتح المسلمون
الاهواز وكان قد استولى عليها
الهرمزان وكان من عظماء الفرس
ثم فتحوا رام هرمز وتستر وتحصن
الهرمزان في القلعة وحاصروه
فطلب الصلح على حكم عمر فانزل
على ذالك فارسلوا به الى عمر و
معه وفد منهم انس بن مالك
والاحنف بن قيس فلما وصلوا
به الى المدينة البسوه كسوته

فارس جمع ہو رہے تھے۔ مسلمان ان پر
فتح یاب ہوئے۔ فارسیوں کو بے حساب
مقتل کیا۔ یہ واقعہ، واقعہ جلولا کے نام سے
مشہور ہے۔ یزدگرد شاہ ایران مقام حلوان
میں تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہاں سے
چلا گیا۔ مسلمان فوج نے حلوان کا رخ کیا
اور اس پر غلبہ پایا۔ پھر مسلمانوں نے تکریت
اور موصل کو فتح کیا، پھر ماسندان کو پھر
قرقیسا کو۔ اسی ۱۶ھ میں جبلہ (عیسائی
حکمران) خلیفہ عمر کے پاس آیا، اس خیال
میں کہ اس کے ساتھ اس کی فوج تھی جنھوں
نے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے اسی سال
۱۶ھ میں مسلمانوں نے مقام اہواز فتح
کیا۔ فارس کا ایک بڑا جنرل ہرمزان اس
پر قابض تھا۔ مسلمانوں نے اس کو فتح
کیا اور ہرمزان قلعہ میں پناہ گیر ہوا، اسلامی
فوج نے اس کا محاصرہ کیا تو اس نے حضرت
عمرؓ کا فیصلہ منظور کر کے صلح طلب کی
پس وہ اس وعدہ پر قلعہ سے اتارا گیا۔
اور حضرت عمر کے پاس بھیجا گیا جب وہاں
پہنچے تو ہرمزان کے ساتھیوں نے اس کو

من الدیباج المذھب ووضعوا علی
راسه تاجه وھو مکلل بالیاقوت
لیراه عمرؓ والمسلمون فطلبوا عمرؓ
فلم یجدوه فسألوا عنه فقیل جالس
فی المسجد فاتوه وھو نائم فجلسوا
دونه فقال الھرمزان این ھو
عمر قالوا ھو ذا قال فاین حرسه
وحجابه قالوا لیس له حارس
ولا حاجب استیقظ عمر لجلبة
الناس فنظر الی الھرمزان وقال
الحمد للہ الذی اذل بالاسلام
ھذا واشباھه وامر بنزع ما
علیه فنزعوه والبسوه ثوبا صفیقا
فقال له عمر کیف رأیت عاقبة
الغدر وعاقبة امر اللہ فقال
الھرمزان نحن وایاکم فی الجاھلیة
لما خلی اللہ بیننا وبینکم غلبنکم
ولما کان اللہ الان معکم غلبتمونا
دار بینھما الکلام - واخر الامر ان
الھرمزان اسلم وفرض له عمرؓ
الفین - ثم دخلت سنة تسع

ریشمی لباس پہنایا اور اس کے سر پر تاج
رکھا، جس میں یاقوت لگے ہوئے تھے
تاکہ خلیفہ اور مسلمان اس کو دیکھیں پھر
ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو تلاش کیا تو
نہ پایا، پوچھنے پر کسی نے بتایا وہ مسجد میں
بیٹھے ہوئے ہیں مسجد میں آئے حضرت عمرؓ
سو رہے تھے، ذرا ہٹ کر وہ لوگ بیٹھ گئے
تھوڑی دیر بعد ہرمزان نے کہا، خلیفہ عمرؓ
کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ دیکھو بیٹھے ہیں؟
ہرمز بولا اس کے محافظ اور سپاہی کہاں
ہیں؟ لوگوں نے کہا اس کو کوئی محافظ اور
دربان نہیں، لوگوں کی باتیں سن کر حضرت
عمرؓ جاگ پڑے اور ہرمزان کی طرف نگاہ
کی اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے اس
جوان کو اور اس جیسے کئی ایک کو اسلام
کے سامنے نیچے کیا، پھر حکم دیا کہ اس
کے ریشمی کپڑے اتارے جائیں اور اچھے
صاف ستھرے کپڑے پہنائے جائیں۔
پھر خلیفہ عمر نے کہا اے ہرمزان تم نے
اپنے غدر اور اللہ کی پکڑ کا انجام کیسا
دیکھا۔ ہرمزان نے کہا ہم فارسی اور تم

عشرة وسنة عشرين) فيها فتحت
مصر والاسكندرية على يد عمرو رض
بن العاص والزبير رض بن العوام فنازلا
عين شمس وهو يقرب المطرية
وكان بها جمعهم فقتلاها۔ (ثم
دخلت سنة احدى وعشرين)
فيها كانت وقعة نهاوند مع الاعاجم
وكان قد اجتمعوا في مائة و
خمسين الفا ومقدم الفيرزان
فجرى بينهم وبين المسلمين
هزموا الاعاجم واثنوهم قتلا
وهرب الفيرزان مقدم جيش
الاعاجم۔ (ثم دخلت سنة
اثنتين وعشرين) فيها فتحت
اذربيجان والري وجرجان و
قزوين وزنجان وطبرستان
(وفيها) سار عمرو رض بن العاص الى
برقة فصالحه اهلها على الجزية
(ثم) سار الى طرابلس الغرب
فحاصرها وفتحها عنوة (وفي هذه
السنة) غزى الاحنف بن قيس

عربی کفر میں جب تک برابر تھے ہم تم پر
غالب رہے اور اب جو اسلام کی وجہ سے (
اللہ تمہارے ساتھ ہے تو تم ہم پر غالب
ہوتے۔ آخر کار ہرمزان مسلمان ہو گیا
حضرت عمر رض اس کے لیے دو ہزار درہم
وظیفہ مقرر فرمایا، پھر ۱۸ھ ہجری شروع
ہوا جس میں قحط نمودار ہوا۔ پھر ۱۹ھ ہجری
میں حضرت عمر ملک شام کی طرف گئے۔
بیس ہجری میں عمرو بن عاص اور زبیر بن
عوام نے مصر اور اسکندریہ فتح کیے
بعد فتح کے وہ مقام عین شمس کے
پاس اترے، اس مقام میں مخالف
جماعت تھی، انہوں نے اس کو مغلوب
کیا۔ پھر ۲۱ھ ہجری میں نہاوند کی
جنگ ہوئی۔ مخالف لوگ ڈیڑھ لاکھ
جمع تھے جن کا سپہ سالار فیروزان
تھا، ان کے ساتھ مسلمانوں کی بہت
سی لڑائیاں ہوئیں انجام کار مسلمانوں نے
عجمیوں کو شکست دی اور خوب مارا یہاں تک
کہ فیروزان بھاگ نکلا، ۲۲ھ میں آذربیجان
رے، جرجان، قزوین، زنجان اور طبرستان وغیرہ

| | |
|---|---|
| خراسان وحارب یزدجرد و افتتح هراة عنوة۔" (تاریخ الفداء ج ۱، ص۱۵۹ تا ۱۶۴) | فتح ہوئے۔ اسی ۲۲ھ میں عمر بن عاص مقام برقہ کیطرف گئے وہاں کے لوگوں نے جزیہ دینے پر صلح کرلی پھر موصوف طرابلس الغرب کی طرف گئے اور اس کو بزور شمشیر فتح |

کیا۔ اسی ۲۲ھ ہجری میں احنف بن قیس (جرنیل) نے خراسان فتح کیا اور یزدگرد وہاں لڑا۔ مگر مسلمانوں نے ہراۃ کو بزور فتح کیا۔

**سنّی** | یہ ہے ہمارے مسلمہ خلیفوں کی فتوحات کا نمونہ۔ اسی طرح ہمارے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ[۱] کے زمانہ میں پرچم اسلام متعدد ممالک پر لہرایا۔ جن کا ذکر اسلامی تاریخ میں ملتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے خلفاء کے زمانہ میں مثل زمانہ رسالت کے خوب ترقی ہوئی۔ اسی کے باعث وشائد جس سے مسلمان دنیا میں معزز قوم شمار ہونے لگے۔ ایسے کہ ان کے حق میں یہ کہنا بجا ہوا ؎

وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا

بس میں اپنے اپنے خلفاء کے حالات سنا کر اپنے برادر (شیعہ) کو مخاطب کر کے کہتا ہوں ؎

اولٰئك خلفائی فجئنی مثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

---

[۱] یہ میرے خلیفہ ہیں، ان جیسے سامنے لائیے۔

# بیان شیعہ

ہم شیعہ اس بات کے تو قائل ہیں کہ خلافت سے مراد نیابت رسالت ہے۔ مگر نیابت کی تشریح ہم یہ کرتے ہیں کہ محض ہدایت اور ارشاد۔ اسی لیے ہمارے مسلمہ خلفاء میں روحانیت تو اعلیٰ درجہ کی تھی مگر دنیاوی حکومت نہ تھی، پہلے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکومت ملی تھی، مگر بوجہ اُن کے مشاغل دینیہ زہد و تقوٰے کے اس میں دنیاوی ترقی نہ ہوئی، بلکہ بوجوہاتِ خاصہ مسلمانوں کی باہمی جنگ و جدل ہوتی رہی، حتیٰ کہ ابن عباسؓ نے ہمارے امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کے حق میں کہہ دیا:

یا امیر المومنین انت رجل شجاع ولست صاحب رائی

(ابوالفداء، جلد اول صفحہ ۱۷۲)

(یعنی اے امیر المؤمنین آپ بہادر ہیں مگر مدبّر نہیں۔)

**ہمارے دوسرے خلیفہ** حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ہوتے، ان کے زہد و تقوٰے کی وجہ سے انتظام میں سستی ہونے لگی تو امراء اور رعایا میں بے وفائی کے آثار پیدا ہوتے جن کو دیکھ کر حضرت ممدوح نے خلافت معاویہ کے حوالے کردی آپ کے اتباع نے جب آپ کا یہ ارادہ پایا تو آپ پر حملہ کر کے آپ کا سب سامان اور نقد و جنس لوٹ گیا، یہاں تک کہ آپ کے نیچے سے جا۔نماز بھی کھینچ لی"۔ [۱]

---

[۱] چوں حضرت امام حسن علیہ السلام مکر و بے وفائی مردم دریافت دانست اگر با معاویہ جنگ کند کار از پیش نخواہد رفت خطبہ بخواند رفت خطبہ بخواند و بعدہٗ فرمود کہ من دوست ندارم کہ قطرۂ خون مسلمانے ریختہ شود چوں ایں کلمہ از وے مسموع سپاہ لشوریدند و گفتند ما دانستیم کہ تو ارادۂ حرب نداری پس دست بغارت دراز کردند و آنچہ از نقد و جنس یافتند بتاراج بردند حتی مصلائے کہ آنحضرت (امام) برآں نشستہ بود از زیر آں حضرت کشیدند و بردند (ترجمہ الغمہ عن کشف احوال الائمہ)

لیکن آپ نے اس کا کچھ خیال نہ فرمایا، بلکہ خدا تعالیٰ پر توکل رکھا، اس کے بعد پھر آپ کے جتنے جانشین ہوتے سب کے سب زاہد، عابد، گوشہ نشین، صاحبِ ارشاد ہوتے، حکومت میں ان کو کوئی حصہ نہ تھا۔

**تیسرے امام** ہمارے تیسرے امام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں آپ بھی زاہد، عابد، متقی، صاحبِ ارشاد تھے، حکومت میں آپ کو حصہ نہ تھا بلکہ جب حکومتِ حالیہ سے ڈرتے ہوتے آپ مدینہ شریف سے بقصدِ ہجرت مکہ شریف کو جا رہے تھے تو آپ نے اپنے حسبِ حال وہ آیت پڑھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے، جب وہ فرعون کے خوف سے مصر سے نکلے تھے[۱] اس کے بعد آپ حکومت سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ بلکہ حکومت کے معتوب رہے، یہاں تک کہ حکومت نے بجز آپ کو شہید کرا دیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

**چوتھے امام** ہمارے چوتھے امام جن کو خلیفہ وقت کہتے ہیں) امام زین العابدینؒ تھے۔ آپ بھی زاہد، عابد، صاحبِ ارشاد مگر حکومت سے بالکل الگ تھلگ بلکہ حکومت کے دعاگو چنانچہ ایک دفعہ آپ نے حاکم وقت عبدالملک کو دعاگوئی کا خط لکھا تو اس نے آپ کو بہت کچھ نذرانہ بطور تحفہ بھیجا۔[۲]

---

[۱] امام حسینؓ چوں از مدینہ بیرون آمد قدم در بادیہ نہاد ند فرمود انقصہ فرار نمودن موسیٰ علیہ السلام از فرعون این آیت بخواند فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (ترجمہ کشف الغمہ)

[۲] مرویست از ابی عبداللہ علیہ السلام کہ چوں عبدالملک مروان بخلافت نشست نامہ بحجاج بن یوسف نوشت کہ حذر کن از دماء بنو عبدالمطلب واز ارباب ایشان ہراساں کہ من مے بینم کہ آل ابوسفیان کہ در این امر شروع نمودند در زنگ نخے ماہند گرد مگر اندکے و ایں کتابت بہ پنہائی ترد دے فرستاد امام زین العابدین علیہ السلام نامہ نوشت بعبدالملک مروان مضمون آنکہ تو کتابتے نوشتی بحجاج در فلاں روز فلاں ساعت بایں مضمون خدائے تعالیٰ ترا جزائے خیر دہد و زمان حکومت تو دراز گرداند و نامہ مہر نمودہ نزد دے فرستاد چوں عبدالملک نامہ مطالعہ کرد با نامہ خود موافق یافت شکرانہ وز آں شد و مسرور گشتہ یک خروار از جہت آں حضرت فرستاد " (ترجمہ کشف الغمہ)

**پانچویں امام** | محمد باقر بن علی بن حسین ہیں۔ آپ بھی زاہد عابد گوشہ نشین متقی تھے، مگر حکومت میں آپ کو بھی حصہ نہ تھا۔

(کشف الغمہ)

**چھٹے امام** | ابو عبداللہ جعفر صادق تھے۔ آپ بھی اپنے اسلاف کرام کی طرح زاہد عابد صاحب ارشاد، حکومت سے الگ تھے۔

(کشف الغمہ)

**ساتویں امام** | حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر صادق تھے، آپ بھی صاحب ارشاد حکومت سے بے تعلق، عباسی خلیفہ مامون الرشید نے حسن عقیدہ سے آپ کو ولی عہد بنایا مگر آپ حکومت پر نہ پہنچے بلکہ پہلے ہی انتقال فرما گئے رضی اللہ عنہ

(کشف الغمہ)

**آٹھویں امام** | ہمارے شیعہ کے آٹھویں امام ابوالحسن علیؒ بن موسیٰ رضا تھے۔ آپ بھی زاہد، متوکل، متبتل حکومت سے بے تعلق تھے، حاکم وقت مامون رشید کو گاہے گاہے ملنے جایا کرتے تھے۔

(کشف الغمہ)

**نویں امام** | ابوجعفر محمد تقیؒ بن امام علی بن موسیٰ تھے۔ آپ کے زمانہ میں خلیفہ عباسی مامون رشید بن ہارون رشید تھا۔ آپ سے بہت محبت رکھتا تھا، یہاں تک کہ اپنی لڑکی آپ کے عقد میں دے دی، لیکن حضرت ممدوح کو حکومت میں کوئی دخل نہ تھا، یہاں تک کہ خلیفہ معتصم باللہ نے آپ کو قید کر دیا اور قید ہی میں آپ نے انتقال کیا۔

**دسویں گیارھویں امام** | علی نقی بن ابوجعفر اور ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن موسیٰ رضا تھے: یہ دونوں صاحب بھی مثل اپنے اسلاف

کے زاہد عابد گوشہ نشین تھے۔ حکومت میں ان کو کوئی دخل نہ تھا۔

**بارھویں امام** | ابوالقاسم محمد مہدی ہیں جو ۲۵۸ھ میں پیدا ہو کر آج کل غائب ہیں۔ قریب قیامت کے آئیں گے اور صاحب ارشاد اور آمر جہاد بالسیف ہوں گے۔

(ترجمہ کشف الغمہ ص ۱۲۱)

**مختصر بیان شیعہ** | ہمارے امام اصحاب رشد اور اہل ارشاد تھے۔ نہ ارباب جہاد اور جلاد۔ پس ہمارے نزدیک خلافت کے معنی یہی ہیں۔ نیز ہمارے نزدیک خلافت اور امامت امت کی بیعت اور اطاعت سے نہیں بلکہ پہلے امام کی نص صریح سے ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہر ایک سابق امام نے اپنے لاحق کو نامزد فرمایا، بس اُن کی امامت کے لیے یہی کافی ثبوت ہے۔

(ترجمہ کشف الغمہ ص ۱۲۰ (شیعہ)

**نوٹ:** جو صاحب ہمارے ائمہ ہدیٰ اور خلفاء رسالت کے حالات دیکھنا چاہیں وہ کتاب کشف الغمہ یا اس کا فارسی ترجمہ ملاحظہ کریں۔

**سائل غیر جانبدار** | (سنی وشیعہ کو مخاطب کر کے) شروع میں آپ دونوں صاحبوں نے جس اصول سے غیر مسلم سائل کو جواب دیا تھا میں نے اسی اصول سے سوال کیا تھا مجھے امید تھی کہ آپ دونوں صاحبوں نے جس اصول کو غیر مسلم کے سامنے بڑی خوشی سے تسلیم کر کے جواب دیا تھا۔ میرے سوال کے جواب میں بھی اس اصول کو تسلیم کر کے میری تشفی کریں گے۔ میں خوش ہوں کہ میرے محترم سنی مخاطب نے تو اس اصول کو خوب نبھا یا۔ گو مختصر جواب دیا مگر باثبوت دیا کہ خلفاء ثلاثہ نے اسلامی حکومت کو چار چاند لگا دیے

یعنی معمولی جزیرہ نما عرب سے نکل کر دُور دُور اسلامی پرچم کو لہرا دیا، مگر شیعہ برادر نے جو جواب دیا واقعات کے رُو سے تو نہایت صحیح ہے۔ میں خوش ہوں کہ شیعہ برادر نے راستی اور راست روی کا دامن نہیں چھوڑا یعنی جو کچھ بتایا وُہ واقعات سے بتایا جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں مگر اصل سوال اس بیان سے حل نہیں ہوا، بلکہ تشنہ لب رہا۔ ہاں سنی بھائی نے جو بتایا ہے وُہ البتہ موجب تسکین ہے۔

پس میں مانتا ہوں کہ اسلام اس لیے سچا ہے کہ اس میں دونوں جہانوں کی ترقی ملتی ہے اور سنی مذہب اس لیے صحیح ہے کہ اس کے مسلمہ خلفاء کی خلافت رسالت کے نہج اور طریق پر ہے۔ پس یہی اس کی صحت کی دلیل ہے۔

مرے محبوب کے دو ہی پتے ہیں
کمر پتلی، صراحی دار گردن!